

هٰذِهِ هِيَ رُبِّيَّةُ الْمُؤْمِنِينَ

رُبِّيَّةُ

از

سید سلیمان ندوی

”اسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے ایمان کی سب سے بڑی خاصیت
اور علامت حب الہی ہے“



”اے ربّانی عشق و محبت کے طلبکارو! اگر واقعی تمہارے دل فانی محبت سے ہٹ کر
کسی باقی کی محبت کے خواہشمند ہیں، اگر درحقیقت تمہیں زلیٰ وابدی محبوب کی
تلاش ہے، اگر دراصل تمہارا جسم نہیں، بلکہ تمہاری روح کسی کی محبت کی تشریف
کے لئے بیتاب ہے، تو آؤ کہ یہ دولت صرف اسلام کے آستانہ پر
بہتی ہے اور اسی حشرانہ سے ملتی ہے“



سِلْسِلَةُ مَعَارِفِ اِسْلَام

منبر

بُشَرِ

از

سید سلیمان ندوی

مع مقدمہ

خواجہ محمد عبدالحی فاروقی

شیخ التفسیر جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ

باہتمام ڈاکٹر اشفاق علی قریشی بی اے (علیگ)

مطبع محمدی علی گڑھ من طبع ہو

(کتبہ محمدیہ مدرسہ اسلامیہ)

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	نمبر	نمبر	مضمون	نمبر
۲۵	اسماءُ الہیہ	۱۶	۱	عرض نیاز	۱
۲۷	کتب سابقہ	۱۷	۳	مقدمہ	۲
۲۸	خدا کا آخری پیغام	۱۸	۹	پیغام امن	۳
۲۹	رب کا مفہوم	۱۹	۱۰	مخالفین کی نکتہ چینی	۴
۳۰	حقیقت ایمان	۲۰		دعوت عمل	۵
۳۲	آثار و علامت	۲۱	۱۱	امید و بیم	۶
۳۳	دائمى مسرت	۲۲	۱۲	طلل قدیمہ	۷
۳۶	عفو عام کی بشارت	۲۳	۱۳	حقیقت اسلام	۸
۳۹	رحمۃ للعالمین	۲۴	۱۵	انچہ خواباں ہمہ دارند تو تنہا داری	۹
۴۰	المر مع من احب	۲۵	۱۶	راہ اعتدال	۱۰
۴۱	عطائے عمومی	۲۶	۱۹	غلط فہمی کا سبب	۱۱
۴۲	محبت الہی کی طلب	۲۷	۲۰	انتہائی ضلالت	۱۲
۴۴	خدا کی رحمت	۲۸	۲۱	خدا کا تصور	۱۳
۴۶	حسن خاتمہ	۲۹	۲۳	من موہن	۱۴
۴۷	صلائے عام	۳۰	۲۴	رحمان و رحیم	۱۵

عرض نیاز

ہمارا مقصد ہے کہ ہندوستان کے ممتاز ارباب قلم کے وہ مقالات
بمصنفات علمیہ و دینیہ ملک و ملت کے سامنے اعلیٰ ترین طباعت و کتابت
کے ساتھ پیش کریں جو تحقیق و اجتہاد و نیردیکر محاسن ادب و دانش کی
خصوصیات سے بہم و جوہ آراستہ و پیراستہ ہوں۔

سردست معارف اسلام کے عنوان سے ہم نے بلند پایہ سلسلہ
مضامین کا آغاز کیا ہے جس کا افتتاح رسالہ ”بشتری“ سے کرتے ہیں،
سلسلہ ہذا کا یہ پہلا نمبر محترم جناب مولانا سید سلیمان صاحب
ندوی ندظلہ کا اثر خامہ ہے جو ”الہیات“ کے مشہور و معروف عالم متبحر و
ماہر ہیں، یہ مضمون مجلہ ”معارف“ عظیم گڑھ کی اشاعت ماہ جولائی
۱۹۲۳ء میں پہلی بار شائع ہوا تھا اور اب فاضل مدیر کی تصحیح و نظر ثانی
اور ضروری اضافہ کے ساتھ مستقل کتابی صورت میں ہدیہ ناظرین ہے

جس پر جناب مولانا خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی پر وفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ
علی گڑھ نے اک فاضلانہ مقدمہ کا اضافہ فرما کر اس محبت پر دائمی یادگار
چھوڑی ہے۔

ہم کو امید ہے کہ رسالہ موجودہ حیثیت میں اون بلند پایہ تصانیف کا ہم پہ
قرار پائیگا جو علمی و مذہبی دنیا میں مستقل شہرت رکھتی ہیں۔

یہ توقع بیجا نہیں کہ ارباب علم و بزرگان ملت ہماری ناپختہ خدمات کی
اپنی علم دوستی سے قدر فرما کر ہم کو موقع دیں گے کہ اس سلسلہ اشاعت میں
بہترین تصانیف جلد ملک کے سامنے پیش کر سکیں جن میں سے اکثر زیر
ترتیب و قریب تکمیل ہیں۔

المرقوم کیم ماہیچ
۱۹۲۲ء

ظہیر عالم محمد سہیل نکیووی، بی اے (علیگ)
ناشر

دفتر شعبہ اشاعت

احمد برادران ناشران و تاجران کتب (علیگڑھ)

مقدمہ

قرآن حکیم کا روئے سخن عالمگیر ہے، وہ جملہ اقوام عالم کو ایک وسیع و ہمہ گیر برادری میں شامل کرنے کے لئے آیا ہے: **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا**، اس کی غرض یہ ہے کہ سابقہ مذاہب و ادیان میں حسب قدر غلط کاریاں رونما ہو چکی ہیں، ان کی اصلاح کر دے، جہاں جہاں ان کے اتباع و مقلدین نے تحریفات لفظی و معنوی کی ہیں، ان کو دنیا کی سامنے الم نشرح کر دے اور اصلی صداقت و حقانیت کو دنیا کے سامنے پیش کر دے: **وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِّنَ الْكِتَابِ وَهُدًى مُّحَمَّدًا عَلَيْهِ**، (۵: ۴۸) اور اے پیغمبر ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، اور ان سب پر شامل ہے۔ دوسری جگہ آتا ہے: **يَا مَرْهُم بِالْمَعْرُوفِ وَ** **يَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَ**

يضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم، (۷: ۱۵۷) وہ بنی
امی انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں، اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں،
اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں، اور ناپاک چیزوں کو
ان پر حرام ٹھیراتے ہیں، اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان کے سر پر
اور نگلے میں تھے اُتارتے ہیں۔

جس وقت اس کتاب عزیز کا دنیا میں نزول ہوا تو یہودیت و نصرا
ہی کا سب سے زیادہ چرچا تھا، اس لئے قدرتی طور پر انہیں مذاہب کو
سب سے پہلے مخاطب کیا گیا، مگر یہ لوگ اسلام کا خیر مقدم تو کیا
کرتے، الٹا خود اہل کتاب کو انہوں نے مورد طعن و تشنیع بنانا شروع کر دیا،
اور اسی پر ہر قسم کی نکتہ چینی شروع کر دی: یریدون لیطفوا نورا لله
بافواہم، (۸: ۶۱) یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے چراغ کی روشنی کو منہ سے
پھونک مار کر بجھا دیں، و د کثیر من اهل الکتاب لو یردونکم من بعد
ایمانکم کفار احسد امن عند انفسہم من بعد ما تبین لهم الحق،
(۱۰۹: ۲) بیت سے اہل کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ
ایمان لایچکنے کے بعد تم کو کافر بنا دیں، حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے
ایک مقام پر ارشاد ہے: ان یشفقو کم یکنوا لکم اعداء ویبسطوا

الیکھا یدہم والسنتہم بالسوء وودوا لو تکفرون، (۲: ۶۰) اگر
یہ کافر تم پر قدرت پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں، اور ایذا کے
لئے تم پر ہاتھ بھی چلائیں، اور زبانیں بھی، اور چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح
کافر ہو جاؤ، سورہ نسا میں ہے: الم ترالی الذین اوتوا نصیبا
من الکتاب یشترون الضللة ویریدون ان تضلوا السبیل، (۴: ۲۴)
بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا تھا،
کہ وہ گمراہی کو خریدتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ تم بھی رستے سے بھٹک جاؤ۔
ان گزشتہ آیات سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ بشرین و دعساء
مسیحیت کی تمام تر سعی و کوشش ہی ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت اسلام کے
خلاف ایسی باتیں سوچتے رہیں، اور ایسے اعتراضات تلاش کرتے رہیں
جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں اپنے مذہب کی طرف شکوک
و شبہات پیدا ہوں، اور اگر ان کی یہ باطل پرستارانہ کوششیں خدا
نخواستہ کامیاب ہو جائیں تو ان کو عیسائی بنالیں: فاما الذین فتنے
قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشاہ منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویلہ،
(۳: ۷۵) تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ تشابہات کا اتباع
کرتے ہیں کہ فتنہ برپا کریں، اور اہلی مراد کا پتہ لگائیں۔

ہندوستان کے ایک مشہور مشن کالج کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایم اے، کے ایک طالب علم نے انجیل کے درس میں اپنے پرنسپل سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں نے اس ملک کے طول و عرض میں سینکڑوں مدارس قائم کئے ہیں، جن پر کروڑوں روپیہ صرف ہو چکا ہے، ہزاروں مشنری یورپ اور امریکہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر اسی جگہ آباد ہو گئے ہیں، مگر اس سعی و جہد، اثیار و فدویت، اور اسراف و تبذیر کے باوجود کچھ بھی لوگ آپ کے مذہب میں داخل نہیں ہوئے، آخر آپ کی غرض اس سے کیا ہے، تو دورانِ تدبیر پرنسپل نے جواب دیا کہ اس تمام تر پروپاگنڈا کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم لوگ آپ کے دلوں میں اپنے مذہب کی طرف سے بدولی پیدا کر دیں اور کسی کو بھی اصلی معنی میں اسکے مذہب پر قائم نہ رہنے دیں، اس وقت تک جو لوگ ہماری درسگاہوں سے فارغ ہو چکے ہیں، کیا ان کی یہ حالت نہیں ہے، اس پر اس طالب علم کو خاموش ہو جانا پڑا۔

غرض یہ ہے کہ اسلام پر جتنے اعتراضات اہل کتاب کی طرف سے کئے جاتے ہیں، ان کا مقصد حق کی تلاش اور سچائی کی جستجو نہیں ہے بلکہ ان کی اصلی غرض مسلمانوں کو خدع و فریب میں مبتلا کرنا ہے، اور بس اور

یہ بات ان کے خمیر میں داخل ہے: ولتسمع من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا، (۳: ۱۸۶) اور تم اہل کتاب سے اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے۔

لیکن اس کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ مسلمان ان کے اعتراضات کو شکر باطل خاموشی اختیار کر لیں، اور ان کا کوئی جواب نہ دیں، بلکہ جس قدر اہل باطل اپنے غلط عقائد و یقینیات کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں، اس سے کہیں زیادہ فرزندان اسلام کو اس کے رفع و انسداد میں لگ جانا چاہئے تاکہ باطل سرنگوں ہو، اور حق کو فضیلت و برتری حاصل ہو، مگر مسلمان ہیں کہ پیہ در گوش اطمینان سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور نہیں دیکھتے کہ ہندوستان کے اطراف و اکناف میں ہر روز کتنے ہیں جو عیسویت کے دائرہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔

مولانا سید سلیمان، معارف علمیہ کی نشر و اشاعت کی وجہ سے کسی معرفی کے محتاج نہیں، نہ صرف ہندوستان کا علمی اور سیاسی طبقہ ان کے کمالات و فضائل کا معترف ہے، بلکہ بلاد خارجہ اور ممالک اسلامیہ بھی ان کے اکتشافات تاریخی و مذہبی کے قائل ہیں، یہ رسالہ جو آپ کے پیش نظر ہے، انہیں کے حقائق آفریں قلم کا نقش ثابت ہی، انہوں نے

عیسائیوں کے ایک مشہور اعتراض کو لیکر اس پر گہرا فحاشی کی ہے، اور
نہایت ہی عمدگی سے اس کا رد کیا ہے۔ اُمید ہے کہ یہ رسالہ نہ صرف
مسلمانوں کے لئے نفع بخش ثابت ہوگا، بلکہ عیسائیوں میں سے ارباب
علم و فضل بھی اس کو قدروانی کی نگاہ سے دیکھیں گے، اور اس طرح
احمد برادران کی محنت ٹھکانے لگیکی علی اللہ التکلان۔

عبدالحمی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

پیمان امن

اسلام دنیا میں خدا کا آخری پیغام ہے، وہ دنیا میں مذہب کی تکمیل ہے، وہ اپنے پیغمبر کے الفاظ میں دین الہی کی عمارت کا آخری پتھر ہے، وہ فطرت ہے، اور فطرت کے مطابق ہے، وہ دنیا میں اس وقت صلح و امن کا جھنڈا اڑاتا آیا، جب دنیا خاک و خون میں لٹھری ہوئی تھی، وہ اُس خدا کا منادی ہی، جو رحم مجسم، عدل مجسم، نیکی محض، خیر کل اور امن و امان ہے، وہ ظلم و ستم، بے اطمینانی و اضطراب، شک و شبہ کے طوفانوں سے بھاگ کر امن و مادی کے طلبکاروں کو ایک ہی پناہ کی جگہ بتاتا ہے۔

ہر طرف سے بھاگ کر اللہ کی طرف جاؤ

فَصِرْوا إِلَى اللَّهِ

مخالفین کی نکتہ چینی

اس حقیقت کے باوجود یہ کس قدر افسوسناک ہے کہ مسیحی مبلغین اور یورپین مستشرقین نہایت فخر و غرور اور طعن و طعنے کیساتھ اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اُسے خدا کا جو تخیل اپنے پیروؤں کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک جبار، قہار، پر غضب، صاحب جلال و جبروت شاہنشاہ ہے جس سے ہمیشہ بندوں کو ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہئے اور اسی تخیل کا اثر اسلام کے تمام احکام میں نمایاں ہے، برخلاف اس کے عیسائی مذہب اُس کو محبت، پیار، رحمت اور شفقت کے پیکر میں جلوہ گر کرتا ہے، اور اسی لئے اُس کو ”باپ“ کے نام سے پکارتا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ اس کی نصیحتوں میں نرمی، اور رحم و کرم کا جذبہ غالب ہے۔

مستشرقین اسی اعتراض کو اسی صورت میں پیش کرتے ہیں کہ چونکہ اسلام ایک جنگجو مذہب ہے اس لئے اس کے تخیل میں خدا کی جباری و قہاری اور غیظ و غضب کا تصور سب سے زیادہ ہے اور اسلام کی یہی کمی تھی جس کو تصوف نے آکر پورا کیا، اور بجائے اس کے کہ فقہاء کی طرح خدا کی اطاعت کا مبنی خشیتہ اور خوفِ الہی کو قرار دیا جائے، انہوں نے خدا کے عشق و محبت کو قرار دیا۔

دعوتِ عمل

نا آشنا یان اسلام کو، اسلام کے متعلق بحث و کاوش کرتے ہوئے یہ

نکتہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہ محض تخیلی اور خیالی آراء مذہب نہیں ہے بلکہ وہ اس عملی دنیا کا عملی مذہب ہے، دنیا میں کروڑوں انسان ہیں۔ ہر انسان کے پیچھے ہزاروں کام ہیں اور انسان کے ہر کام کا تعلق دوسرے انسان سے ہے ان دونوں انسانوں میں کوئی باہمی تعلق ایسا ہونا چاہئے جو ایک کو دوسرے سے پیوستہ کر دے، ایک کو دوسرے کی طرف جھکا دے اور ایک کا رشتہ دوسرے کے ساتھ جوڑ دے، اس تعلق، اس پیوستگی اور اس رشتہ کو جو خیر پیدا کرتی اور قائم رکھتی ہے، وہ محبت اور خوف کا جذبہ ہے، اسی کی تعبیر دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ وہ نفع کی طرف رغبت اور ضرر سے نفرت کا جذبہ ہے۔

امید و بیم

غرض انسان کی تمام تحریکات کا سر بنیاد، محبت و خوف، رغبت و نفرت، اور نفرت ضرر ہے، خدا اور اس کے صفات کے متعلق انسان کے جو خیالات اور تصورات ہیں وہ بھی اسی اصول کے ماتحت ہیں، وحشی اقوام کے مذہبی خیالات پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ وہ فطرت کے مناظر اور موجودات کی پرستش اسی اصول کے مطابق کرتے ہیں، بعض چیزوں سے وہ ڈرتے ہیں، تو وہ ان کی پوجا کرتے ہیں، کہ ان کے ضرر سے محفوظ رہیں، بعض دوسری اشیاء کے لطیف و کرم کے متوقع ہوتے ہیں کہ وہ ان کے منافع سے بہرہ اندوز ہو سکیں

اب عام انسانی معاملات، اور کاروبار پر غور کرو کہ انسان کی موجودہ فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ممکن ہے کہ دنیا کا یہ نظام، صرف محبت اور رغبت کے جذبات سے چل سکے؟ اگر ایک دن بھی، دنیا کے بازاروں، سلطنتوں کے دفاتر، اور قوموں اور جماعتوں کی مجلسوں اور سوسائٹیوں میں تنہا اس پر عمل ہو، تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے، اور اطاعت فرمانبری جس پر تنظیم اور ضابطہ داری (ڈسپلن) کا دار مدار ہے، خاتمہ ہو جائے، اسی طرح اگر صرف نفرت و عداوت اور خوف و خشیت تمام تر عالم کے کاروبار میں خیل ہو جائے تو یہ دنیا جہنم کا طبقہ بن جائے، اور دلوں کی شگفتگی اور انبساط جو ہماری سرگرمیوں اور دلوں کا مایہ حیات ہے دفعۃً فنا ہو جائے، اس لئے دنیا کے نظام ان دو گونہ جذبات کے بغیر کبھی قائم نہیں رہ سکتے، اور انسان اپنے ہر عمل میں ان دونوں کے سہارے کا محتاج ہے۔

پہلے قدیمہ

اسلام سے پہلے جو آسمانی مذاہب قائم تھے ان میں افراط و تفریط پیدا ہو گئی تھی، اور صراطِ مستقیم سے وہ تمام تر ہٹ گئے تھے، یہودی مذہب کی بنیاد پر خوف، خشیت اور سخت گیری پر تھی، اُس کا خدا ”فوجوں کا سپہ سالار“ اور باپ کا بدلہ پستہ پست تک بیٹوں سے لینے والا تھا، یہودیت کی صحیفہ نہیں

خدا کے رحم و کرم اور محبت و شفقت کا ذکر شاذ و نادر کہیں نظر آئیگا، اس کے برعکس عیسائیت تمام تر خدا کے رحم و کرم اور محبت و شفقت کے تذکروں سے معمور ہے، اس کے ”اکھوتے بیٹے کا باپ“ تمام انسانوں کا باپ ہی وہ اپنے ”فرزندوں“ کے جرم و خطا سے غضب ناک نہیں، بلکہ پشیمان اور متاسف ہوتا ہے۔

حقیقت اسلام

اس افراط اور تفريط کا نتیجہ یہ ہے کہ یہودیت ایک خشک اور بے لذت مذہب بن گیا، اور عیسائیت اس قدر تر ہے کہ تردامنی اس کے نزدیک عیب نہیں، ایک گھنگار عورت کو یہودیت سنگسار کرنے کا حکم دیتی ہے لیکن عیسائیت صرف اسی قدر کہتی ہے کہ ”جو گھنگار نہ ہو وہ اس عورت کو پھر مائے اور لے عورت! جا، پھر ایسا نہ کرنا“ اسلام تفصیل کرتا ہے، مجبور و مجنون نہ ہوں وغیرہ متشکی ہیں، بے شوہر عورت اور بن بوی کے مرد کو کوڑے مارے جائیں، شوہر والی عورت اور بوی والا مرد سنگسار ہوگا، یہودی مذہب کسی باز پرس کے بغیر ہر حال میں مرد کو طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ ثلث عیسوی، کسی حال میں طلاق کا فتویٰ جاری نہیں کرتی، اسلام اس کے متعلق تفصیلی احکام رکھتا ہے، غرض یہی حال اسلام کا تمام دیگر مسائل میں ہے کہ وہ عیسائیت اور یہودیت کے

درمیان ہمیشہ بیچ کی رہ اختیار کرتا ہے اور یہی اسلام کی سب سے بڑی فضیلت ہے، قرآن کہتا ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا | اس طرح اے مسلمانو! ہم نے تمکو بیچ کی امت
لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ^(۱۴۳:۲) | بنایا کہ لوگوں پر گواہ رہو۔

یہی حال اعتقادات کا ہے، وہ نہ تو خدا کو محض جبار، قہار، رب الافواج اور صرف بنی اسرائیل یا بنی اسمعیل کا خدا مانتا ہے، اور نہ اس کو مجسم انسان، انسانوں کا باپ، یا محمد صلعم کا باپ، سمجھتا ہے، اور تنہا رحم و کرم اور محبت و شفقت کے صفات سے شگفتہ کرتا ہے، وہ خدا کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر قہار بھی ہے، اور رحمن و کریم بھی ہے، وہ منتقم اور شدید العقاب بھی ہے، اور غفور و رحیم بھی ہے، وہ اپنے بندوں کو سزا بھی دیتا ہے اور پیار بھی کرتا ہے، بگاڑتا بھی ہے، اور نوازتا بھی ہے، نفع اور نقصان دونوں اوسے کے ہاتھ میں ہیں، اوس سے ڈرنا بھی چاہئے، اور اوس سے محبت بھی کرنی چاہئے۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يَحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ رَؤُوفًا إِنَّهُ يَسْتَجِيبُ لِمَنْ يَدْعُوهُ | اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر، چپکے چپکے پکارا کرو، وہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ اور زمین میں اوس کی درستگی کے بعد

خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ
مِنَ الْمُحْسِنِينَ۔ (۴: ۵۵ و ۵۶)

فساد نہ پھیلاؤ۔ اور اوس کو (اوسکے غدا بے سی)
ڈرتے ہوئے اور (اوس کے فضل و کرم کی) لو
(اعراف) لگاتے ہوئے، پکارا کرو۔

اس سے زیادہ پر لطف یہ ہے، کہ اسلام خدا سے لوگوں کو ڈراتا ہے، مگر
اوس کو جبار اور قہار کہہ نہیں، بلکہ مہربان اور رحیم کہہ کر، خدا کے سعید بندوں کی
صفت یہ ہے کہ

وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ رِيسٍ، | اور رحم کرنے والے سے بن دیکھے ڈرا،
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ دِقٍّ، | اور جو رحم کرنے والے سے بن دیکھے ڈرا،
نہ صرف انسان بلکہ تمام کائنات کی زبانیں اوس کے سامنے گنگ ہیں،
وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ | اور رحم کرنے والے کے ادب سے تمام آوازیں
(طہ) | پست ہو گئیں،

انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
کسی حسین اور محبوب چیز کی نسبت، اگر اوس کے عاشقوں اور محبت کرنے
والوں سے پوچھا جائے کہ اوس کی کونسی ادا تم کو پسند آئی، اوس کے
کس حصہ میں تم کو حُسن و جمال کا منظر نظر آتا ہے؟ اوس کے کس حُسن و خوبی نے
تم کو فریفتہ کیا ہے؟ تو یقیناً پوری جماعت کا ایک ہی جواب نہ ہوگا، کوئی

کسی حصّہ کا نام لے گا، کوئی کسی ادا کی تعریف کرے گا، کوئی کسی خوبی کا اپنے
 کو شیدائے دنیا میں جو پیغمبر آئے وہ کئی قسم کے تھے، ایک وہ
 جن کی آنکھوں کے سامنے خدا کے صرف جلال و کبریا کی جلوہ تھا، اور
 اس لئے وہ صرف خدا کے خوف و خشیت کی تعلیم دیتے تھے، مثلاً حضرت نوحؑ
 اور حضرت موسیٰؑ اور سرے سے وہ جو محبت الہی میں سرشار تھے اور وہ لوگوں کو
 اسی خزانہ عشق کی طرف بلاتے تھے، مثلاً حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ۔

لیکن پیغمبروں میں ایک ہستی آئی جو برنج کبریٰ، منبع جلال و جمال، اور
 جامع مستی و ہوشیاری تھی، یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ایک طرف آپ کی آنکھیں
 خوفِ الہی سے اشک آلود رہتی تھیں، دوسری طرف آپ کا دل خدا کی محبت
 اور رحم و کرم سے سرور تھا، کہی ایسا ہوتا کہ ایک ہی وقت میں یہ دونوں
 منظر لوگوں کو نظر آجاتے، چنانچہ جب راتوں کو آپ شوق و ولولہ کے عالم
 میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے، قرآن مجید کی لمبی لمبی سورتیں زبان مبارک پر
 ہوتیں، ہر قسم اور ہر معنی کی آیتیں گذرتی جاتیں، جب کوئی خوف و خشیت کی
 آیت آتی، پناہ مانگتے، اور جب کوئی ہمد و محبت اور رحم و بشارت کی آیت
 آتی تو اس کے حصول کی دعا مانگتے۔

راہِ اعتدال

الغرض اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ خوف و خشیت اور رحم و محبت کے بیچ کی شاہراہ میں انسانوں کو کھڑا کرے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ الایمان بین الخوف والرجاء ”ایمان کامل خوف اور اُمید کے درمیان ہے“ کہ تنہا خوف خدا کے رحم و کرم سے نا اُمید اور محض رحم و کرم پر بھروسہ لوگوں کو خود سر اور گستاخ بنا دیتا ہے، جیسا کہ اس علی دنیا کے روزانہ کے کاروبار میں ہموں تمکو اور سب کو نظر آتا ہے، اور مذہبی حیثیت سے عملاً اس کے نتائج کا مشاہدہ یہودیوں اور عیسائیوں میں کیا جاسکتا ہے کہ ایک نا اُمید محض اور دوسرا سرتاپا اُمید ہے۔

عیسائیوں نے خدا سے اپنا رشتہ جوڑا، اور اپنے کو ”فرزند الہی“ کا لقب دیا، بعض یہودی فرقوں نے بنی اسرائیل کو خدا کا خاندان اور محبوب ٹھہرایا، اور حضرت عیسیٰ کے جوڑ پر حضرت غریب کو ”فرزند الہی“ کا رتبہ دیا، لیکن اسلام یہ شرف کسی مخصوص خاندان یا خاص قوم کو عطا نہیں کرتا، بلکہ وہ تمام انسانوں کو بندگی اور اطاعت کی ایک سطح پر لا کر کھڑا کرتا ہے، مسلمانوں کے مقابلہ میں یہودیوں اور عیسائیوں، دونوں کو دعویٰ تھا۔

نَحْنُ ابْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاءُ (مائدہ) | ہم خدا کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس کے جواب میں کہا:

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ أَذُنُكُمْ غُلْفٌ ۚ
بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّثْلُ خَلْقٍ ط

تم کو عذاب کیوں دیتا ہے، اس لئے تمہارا دعویٰ
صحیح نہیں بلکہ تم بھی انہیں انسانوں میں سے ہو جن کو
اس نے پیدا کیا۔ (مائدہ)

دوسری جگہ قرآن نے تنہا یہودیوں کے جواب میں کہا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ
أَنْتُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ
فَمَمْنُوا الْمَوْتَ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ
(جمعہ) کی تمنا کیوں نہیں کرتے۔

اسلام، رحمت الہی کے تنگ دائرہ کو کسی خاندان اور قوم تک محدود
نہیں رکھتا، بلکہ وہ اس کی وسعت میں انسانوں کی ہر برادری کو داخل کرتا ہے
ایک شخص نے مسجد نبوی میں آکر دعا کی کہ ”خدایا! مجھ کو اور محمد کو مغفرت عطا کر“
آپ نے فرمایا ”خدا کی وسیع رحمت کو تم نے تنگ کر دیا“ ایک اور اعرابی نے
مسجد میں دعا مانگی کہ ”خدایا! مجھ پر اور محمد پر رحمت بھیج، اور ہماری رحمت میں کسی کو

شریک نہ کر، آپ نے صحابہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا: ”یہ زیادہ گمراہ ہے،
یا اس کا اونٹ“۔

غلط فہمی کا سبب

اسلام کے متعلق عیسائیوں نے جو یہ غلط فہمی پھیلا رکھی ہے، کہ اوس کا خدا
رحم و کرم اور محبت اور پیار کے اوصاف سے معرا ہے، اس غلط فہمی کا سبب
یہ ہے کہ اسلام، عیسائیت کی اس اصطلاح اور طرز ادا کو سخت ناپسند کرتا ہے،
جس کے ذریعہ سے وہ خدا کے ان اوصاف کو نمایاں کرتی ہے، یعنی باپ اور
بیٹے کا لفظ، کہ؟ اس سے گمراہی پھیلتی ہے، یہ گمراہی کچھ عیسائیوں ہی کے ساتھ
مخصوص نہیں بلکہ اور دوسرے فرقے بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں۔

اصل یہ ہے کہ خدا اور بندہ کے باہمی مہر و محبت کے جذبات کو یہ فرقے اپنی
بولی میں نمایاں کرنا چاہتے ہیں، یہ جذبات انسانوں کے اندر باہمی رشتوں کے
ذریعہ سے نمایاں ہوتے ہیں، اس بنا پر بعض نادان فرقوں نے اس طریقہ ادا
کو خالق و مخلوق کے ربط و تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے بہترین اسلوب سمجھا، چنانچہ
کسی نے خالق اور مخلوق کے درمیان باپ اور بیٹے کا تعلق پیدا کیا جیسا کہ عیسائیوں
میں ہے، دوسرے نے ماں کی محبت کا بڑا درجہ سمجھا، اس لئے اس تعلق کو، ماں

اور بیٹے کی اصطلاح سے واضح کیا، اور دیبیاں انسانوں کی مائیں نہیں، جیسا کہ ہندوؤں کا عام مذہبی تخیل ہے، خاص ہندوستان کی خاک میں زن و شو کی باہمی محبت کا امتیازی خاصہ ہے، جس کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں مل سکتی ہے، اس کی نگاہ میں محبت کا اس سے زیادہ پُر اثر منظر اور نازنا قابل شکست بیان کوئی دوسرا نہیں، اس لئے یہاں کے بعض فرقوں میں خالق و مخلوق کی باہمی محبت کے تعلق کو زن و شو کی اصطلاح سے ادا کیا جاتا ہے۔ سدا سہاگ فقرا اس تخیل کی مضحکہ انگیز تصویر ہیں۔

انتہائی ضلالت

دیکھو! یہ تمام فرقے جھوٹے جھوٹے خدا اور بندہ کے تعلق کو جسمانی اور مادّی رشتوں کے ذریعہ ادا کرنا چاہا، وہ کس قدر راہ سے بھٹک گئے، اور لفظ کے ظاہری استعمال نے نہ صرف ان کے عوام کو، بلکہ خواص تک کو گمراہ کر دیا، اور لفظ کی اصلی روح کو چھوڑ کر جسمانیت کے ظاہری مغالطوں میں گرفتار ہو گئے، عیسائیوں نے واقعی حضرت عیسیٰ کو بیٹا سمجھ لیا، ہندوستان کے بیٹوں نے مائوں کی پوجا شروع کر دی، سدا سہاگ فقیروں نے چوڑیاں اور ساڑیاں پہن لیں، اور خداے قادر سے شوخیاں کرنے لگے۔ اسی لئے اسلام نے جو توحید خالص کا مبلغ تھا، ان جسمانی اصطلاحات کی سخت مخالفت کی، اور خدا کے لئے

ان الفاظ کا استعمال اس نے ضلالت اور گمراہی قرار دیا، لیکن ان الفاظ کے اہلی معنی اور منشاء کو، اور اس مجاز کے پردہ میں جو حقیقت مستور ہے اس کا انکار نہیں کرتا، بلکہ وہ ان جسمانی معنوں کو خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے ناکافی، اور غیر مکمل سمجھتا ہے، اور ان سے بھی زیادہ وسیع معنی کا طالب ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِ آبَائِكُمْ | تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپوں کو
 اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (بقرہ) یاد کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔
 دیکھو! کہ باپ کی طرح کی محبت کو وہ اپنے پروردگار کی محبت کے لئے
 ناکافی قرار دیتا ہے۔ اور عبد و معبود کے درمیان محبت کے رشتہ کو اس سے اور
 زیادہ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔

خدا کا تصور

الغرض رحم و محبت کے اس جسمانی طریقہ تعبیر کی مخالفت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسلام سرے سے خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے درمیان محبت اور پیار کے جذبات سے خالی ہے، اتنا کون نہیں سمجھتا کہ مذہب کی تعلیمات انسانوں کی بولی میں اُتری ہیں، ان کے تمام خیالات اور تصورات اسی مادی اور جسمانی ماحول کا عکس ہیں، اس لئے ان کے ذہن میں کوئی غیر مادی

اور غیر جسمانی تصور کسی مادی اور جسمانی تصور کی وساطت کے بغیر براہ راست پیدا نہیں ہو سکتا، اور نہ اس کے لئے اُون کے لغت کا کوئی ایسا نقطہ مل سکتا ہے، جو غیر مادی اور غیر جسمانی مفہوم کو اس قدر منزہ اور بلند طریقہ سے بیان کرے جس میں مادیت اور جسمانیت کا مطلق شائبہ نہ ہو، انسان اُن دیکھی چیزوں کا تصور، صرف دیکھی ہوئی چیزوں کی تشبیہ سے پیدا کرتا ہے، اور اس طرح اُن اُن دیکھی چیزوں کا ایک دہندلا سا عکس ذہن کے آئینہ میں اُتر جاتا ہے۔

اُس ”اُن دیکھی ہستی“ کی ذات و صفات کے متعلق، جس کو تم خدا کہتے ہو، ہر مذہب میں ایک تخیل ہے، غور سے دیکھو تو معلوم ہو گا کہ یہ تخیل بھی اس مذہب کے پیروں کے گرد و پیش کی اشیاء سے ماخوذ ہے، لیکن ایک بلند تر اور کامل تر مذہب کا کام یہ ہے کہ وہ اس تخیل کو مادیت، جسمانیت اور انسانیت کی آلائشوں سے اس حد تک پاک و منزہ کر دے، جہاں تک بنی نوع انسان کے لئے ممکن ہے، خدا کے متعلق باب، مان اور شوہر کا تخیل اس درجہ مادی، جسمانی اور انسانی ہے کہ اس تخیل کے متقدما ممکن ہے کہ خالص توحید کے صراطِ مستقیم پر قائم رہ سکیں، جیسا کہ تم علانیہ دیکھ رہے ہو، اس لئے اسلام نے یہ کیا کہ ان مادی تعلقات اور جسمانی رشتوں کے الفاظ کو، خالق و مخلوق کے اظہارِ ربط و تعلق کے باب میں یک قلم ترک کر دیا، بلکہ ان کا استعمال بھی شرک و کفر قرار دیا، تاہم

چونکہ حقائق روحانی کا اظہار بھی انسانوں ہی کی مادی بولی میں کرنا ہی، اسلئے
 اوس نے جسمانی و مادی رشتہ کے اُن جذبات، احساسات اور عواطف کو
 خالق و مخلوق کے تعلقاتِ مابین کے اظہار کے لئے مستعار لے لیا، جن کا اظہار
 دوسرے مذاہب نے، اُن رشتوں کے ذریعہ کرنا چاہا تھا، اور اس طرح خالق
 و مخلوق کے درمیان کوئی جسمانی رشتہ قائم کئے بغیر ربط و تعلق کا اظہار
 اوس نے کیا، اور انسانوں کو استعمالات کی لفظی غلطی سے جو گمراہیاں پہلے
 پیش آچکی تھیں، ان سے اون کو محفوظ رکھا،

ہر زبان میں اس خالق ہستی کی ذات کی تعبیر کے لئے کچھ نہ کچھ الفاظ
 ہیں، جن کو کسی خاص تخیل اور نصب العین کی بنا پر مختلف قوموں نے اختیار کیا
 ہے، اور گو اون کی حیثیت اب علم اور نام کی ہے، تاہم وہ درحقیقت پہلے پہل
 کسی نہ کسی وصف کو پیش نظر رکھ کر استعمال کئے گئے ہیں، ہر قوم نے اس علم اور
 نام کے لئے اسی وصف کو پسند کیا ہے جو اوس کے نزدیک اوس خالق ہستی
 کی سب سے بڑی اور سب سے ممتاز صفت ہو سکتی تھی۔

من موبہن

اسلام نے خالق کے لئے جو نام اور علم اختیار کیا ہے وہ لفظ اللہ ہے
 اللہ کا لفظ اہل میں کس لفظ سے نکلا ہے، اس میں اہل لغت کا یقیناً

اختلاف ہے، مگر ایک گروہ کثیر کا یہ خیال ہے کہ یہ وِکَلَاۃ سے نکلا ہی،
 وِکَلَاۃ اور وِلَاۃ کے اصل معنی عربی میں اوس ”نعم“ ”محبت“ اور ”تعلق خاطر“
 کے ہیں جو مان کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے، اسی سے بعد کو مطلق ”عشق و
 محبت“ کے معنی پیدا ہو گئے اور اسی سے ہماری زبان میں لفظ والہ (شیدا) مستعمل
 ہے، اس لئے اللہ کے معنی، ”محبوب اور پیارے“ کے ہیں، جس کے عشق و
 محبت میں نہ صرف انسان بلکہ کائنات کے دل سرگرداں، متحیر اور پریشان
 ہیں، حضرت مولانا شاہ فضل الرحمنؒ گنج مراد آبادی قرآن مجید کی آیتوں کے
 ترجمے اکثر ہندی میں فرمایا کرتے تھے، اللہ کا ترجمہ وہ ہندی میں ”من مومن“
 یعنی ”دلوں کا محبوب“ کیا کرتے تھے۔

رحمان و رحیم

قرآن مجید کھولنے کے ساتھ ہی خدا کی جن صفتوں پر سب سے پہلے نگاہ
 پڑتی ہے، وہ ”رحمان“ اور ”رحیم“ ہی، ان دونوں لفظوں کے تقریباً ایک
 ہی معنی ہیں، یعنی ”رحم والا“ ”مہربان“ ”لطف و کرم والا“ اور پھر ہی اوصاف
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ”محبوب، مہربان، رحم والا“ قرآن مجید کے ہر
 سورہ کے آغاز میں پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، ہر نماز میں کئی کئی دفعہ انکی
 تکرار ہوتی ہے، کیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے متعلق اسلام کے تخیل کو واضح

کرنے کے لئے کوئی دلیل مطلوب ہی۔

لفظ اللہ کے بعد اسلام کی زبان میں خدا کا دوسرا علم ہی لفظ ”رحمان“

ہی، جو رحم و کرم اور لطف و مہر کے معنی میں صفتِ مبالغہ کا لفظ ہی۔

قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَدْعُوا الرَّحْمَنَ | اُس کو محبوب کہو یا مہربان کہو، جو کلمہ اوس کو

آیَا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ | پکارو، اوس کے سب ہی نام اچھے ہیں۔

الْحُسْنٰی۔

قرآن مجید نے لفظ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدہا بار کی تکرار کو چھوڑ کر

۵۳ موقعوں پر خدا کو اس نام سے پکارا ہی۔

اسمائے الہیہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے بیسیوں اوصافی نام ہیں، احادیث میں اسکے

تناؤں کے نام گنائے گئے ہیں، ان ناموں میں اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے جلالی

وجہاں اوصاف آگئے ہیں، لیکن استقصا کرو تو معلوم ہوگا کہ ان میں بڑی

تعداد اور بھنی ناموں کی ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور مہر و محبت

کا اظہار ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام یا ایک وصف اَلْوَدُودُ (سورہ

ذات البروج میں) آیا ہے، جس کے معنی ”محبوب“ اور ”پیارے“ کے ہیں،

کہ وہ معتر یا مہر و محبت، اور عشق اور پیار ہے، اس کے سوا خدا کا ایک اور

نام الْوَلِيّ ہے، جس کے لفظی معنی ”یار“ اور ”دوست“ کے ہیں، خدا کا ایک اور نام قرآن مجید میں بار بار استعمال ہوا ہے وہ الرَّعُوفُ ہی، ”رُوف“ کا لفظ ”رُوفت“ سے نکلا ہے، ”رُوفت“ کے معنی اوس محبت اور تعلق خاطر کے ہیں جو باپ کو اپنی اولاد سے ہوتا ہے، اسی طرح خدا کے لئے قرآن مجید میں ایک اور نام حَنَّانُ آیا ہے جو ”حَنّ“ سے مشتق ہے، ”حَنّ“ اور ”حَنِین“ اوس سوزِ دل اور محبت کو کہتے ہیں جو ماں کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے، یہ الفاظ اُن مجازی اور مستعار معانی کو ظاہر کرتے ہیں، جو اسلام نے خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے اختیار کئے ہیں، دیکھو کہ وہ ان رشتوں کا نام نہیں لیتا ہے، لیکن ان رشتوں کے درمیان محبت اور پیار کے جو خاص جذبات ہیں، اُن کو خدا کے لئے بے تکلف استعمال کرتا ہے، اس طرح مادیت اور جسمانیت کا تخیل آئے بغیر وہ ان روحانی معانی کی تلقین کر رہا ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اللہ تعالیٰ کے جو اسماء اور صفات مذکور ہیں، اُن کو بھی اس موقع پر پیش نظر رکھنا چاہئے اُس کا نام غَفَّارُ بخشش کرنے والا، غَفُورُ (بخشنے والا)، سَلَامٌ دامن و سلامتی، ہے کہ وہ سرتاپا اپنے بے پناہ بندوں کے لئے امن اور سلامتی ہے، پھر وہ مُؤْمِنُ

دامن فیہ والہ ہے، وہ اَلْعَدَلُ یعنی سترپا انصاف ہے، اَلْعَفْوُ
 (معاف کرنے والا) ہے اَلْوَهَّابُ (عطا کرنے والا) اَلْحَلِیْمُ (بردار)،
 اَلصَّبُورُ (بندوں کی گستاخیوں پر صبر کرنے والا) اَلتَّوَّابُ (بندوں کے
 حال پر رجوع ہونے والا) اَلْبَرُّ (نیک اور مجسم خیر) اور اَلْمُقْسِطُ (منصف اور
 عادل) ہے، ان میں ہر لفظ پر ٹھہر کر ذرا غور کرو، کہ اسلام کا تخیل کس قدر بلند

اور برتر ہے۔

کتاب سابقہ

توراة کے اعداد اور انجیل کے صحیفوں میں ایک ایک ورق ڈھونڈو کیا
 اللہ تعالیٰ کے لئے یہ پر محبت، یہ سراپا مہر و کرم اسما و صفات کی یہ کثرت تمکو
 وہاں ملیگی؟ اسلام اللہ تعالیٰ کے لئے ماں اور باپ کا لفظ یہود و نصاریٰ اور
 ہنود کی طرح استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتا، مگر اس لطیف احساس اور مہر و کرم کے
 جذبات و عواطف سے وہ بے برہ نہیں، جن کو یہ فرقے اپنا مخصوص سرمایہ
 روحانی سمجھتے ہیں، مگر بات یہ ہے کہ ان روحانی جذبات اور معنوی احساسات
 کے ساتھ وہ شرک و کفر کی اُس ضلالت اور گمراہی سے بھی انسان کو بچانا
 چاہتا ہے، جو ذرا سی نطفی غلط فہمی سے مجاز کو حقیقت اور استعارہ کو اصلیت
 سمجھ کر، پاک اور سترپا روحانی معانی کو مادّی اور مجسم یقین کر لیتے ہیں، اور اسلئے

۲۸
وہ اوس بلند ترویجید کی سطح سے بہت نیچے گر کر سرِ ششہ حقیقت کو ہاتھ سے
دے بیٹھے ہیں،

خدا کا آخری پیغام

اسلام، مکمل ازل کا آخری پیغام ہے اس لئے ضرورت تھی کہ وہ اس قسم
کی لغزشوں سے پاک و مبرا ہو، حقائق روحانی کی تعبیر کے لئے یقیناً مادی اور
جسمانی استعارات اور مجازات سے چارہ نہیں، تاہم ایک دائمی مذہب کا
یہ فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو ان استعمالات کی غلطیوں اور غلط فہمیوں سے
محفوظ رکھے، چنانچہ اسلام نے اسی بنا پر ان استعارات اور مجازات کے
استعمال میں بڑی احتیاط برتی ہے اور خدا کے ہر و کرم اور عشق و محبت کے
تذکروں کے ساتھ، ادب و لحاظ کے قواعد کو فراموش نہیں کر دیا ہے،
قرآن مجید اور احادیث، روحانی عشق و محبت کے ان دل آویز اور ولولہ
انگیز حکایات سے معمور ہیں، بایں ہمہ وہ انسان کو بیٹا اور خدا کو باپ نہیں
کہتا کہ عبد و معبود کے تعلقات کے اظہار کے لئے اس کے نزدیک یہ کوئی
بلند تر تعبیر نہیں، وہ خدا کو اَب (باپ) کے بجائے ”رب“ کہہ کر پکارتا
ہے، وہ اُس کو تمام دنیا کا باپ نہیں، بلکہ تمام دنیا کا رب کہتا ہے۔
”اب، اور رب“ ان دونوں لفظوں کا باہمی معنوی مقابلہ کرو تو معلوم

ہوگا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا تخیل، اسلام کے مطمح نظر سے کس درجہ سبت ہے، اب یعنی باپ کا تعلق اپنے بیٹے سے ایک خاص کیفیت اور مدت سے لیکر ایک محدود عرصہ تک رہتا ہے، اس کے وجود میں اس کو یک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے، مگر اُس کے قیام و بقا، زندگی، ضروریات زندگی، سامان حیات، نشو و نما اور ارتقاء کسی چیز میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی، عہد طفلی تک شاید کچھ اور واسطہ ہو، اُس کے بعد تو بچہ اپنے والدین سے الگ مستقل اور بے نیاز زندگی بسر کرتا ہے، مگر ذرا غور کرو کیا عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان جو ربط و تعلق ہے اس کا انقطاع کسی وقت ممکن ہے، کیا بندہ اپنے خدا سے ایک دم اور ایک لمحہ کے لئے بھی بے نیاز اور مستغنی ہو سکتا ہے، کیا یہ تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق کی طرح محدود اور مخصوص الاوقات ہی۔

رب کا مفہوم

ربوبیت (پرورش) عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان اس تعلق کا نام ہے جو آغاز سے انجام تک قائم رہتا ہے، جو ایک لمحہ کے لئے منقطع نہیں ہو سکتا، جس کے بل اور سہارے پر دنیا اور دنیا کی مخلوقات کا وجود ہے، وہ گوارہ عدم سے لیکر فنائے محض کی منزل تک ہر قدم پر موجودات کا ہاتھ تھامے رہتا ہے، وہ ذرہ ہو یا ایتھر، قطرہ آب ہو، یا قطرہ خون، مضغہ گوشت

ہو یا مشق استخوان، شکم مادر میں ہو یا اوس سے باہر، بچہ ہو یا جوان، اودھیر ہو
یا بوڑھا، کوئی آن، کوئی لمحہ، رب کے مہر و کرم اور لطف و محبت سے استغنا
اور بے نیازی نہیں ہو سکتی،

علاوہ ازیں باپ اور بیٹے کے الفاظ سے مادیت، جسمانیت، ہمجنسی اور
برابری کا جو تخیل پیدا ہوتا ہے، اُس سے لفظ رب کی قلم پاک ہے، اور اس میں
ان ضلالتوں اور گمراہیوں کا خطرہ نہیں جن میں نصرانیت اور ہندویت نے
ایک عالم کو مبتلا کر رکھا ہے۔

حقیقت ایمان

اب ہم کو ان آیتوں اور حدیثوں کو آپ کے سامنے پیش کرنا ہی، جن سے
روشن ہو کہ اسلام کا سینہ اوس ازلی وابدی عشق و محبت کے نور سے کس درجہ
معمور ہے اور وہ خمخانہ الست کی سرشاری کی یاد بکے ہوئے انسانوں کو کس طرح
دلا رہا ہے، اسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے، ایمان کی سب سے بڑی صفت
اور علامت ”حب الہی“ ہے، اور یہ وہ دولت ہے جو اہل ایمان کی پہلی
جماعت کو عملاً نصیب ہو چکی تھی، زبان الہی نے شہادت دی،

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَكْبَدُ حُبًّا لِلَّهِ | جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے
(بقرہ) | محبت رکھتے ہیں۔

اس نشہ محبت کے سامنے باپ، مان، اولاد، بھائی، بیوی، جان،

مال، خاندان سب قربان اور نثار ہو جانا چاہئے ارشاد ہوتا ہے،

اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَاَمْوَالٌ اِثْرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ

اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے
بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ، اور وہ
دولت جو تم نے کمائی ہے اور وہ سوداگری

تَحْشُونَ كِسَادَهَا وَمَسْكَنَ تَرْضَوْنَهَا
لَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہی خدا اور
اُس کے رسول اور اوس کی راہ میں جہاد کرنے
وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرْتَبُّوا حَتّٰى
يَاۤتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط (توبہ)

سے تم کو زیادہ محبوب اور پیارا ہے تو اس وقت
تک انتظار کرو کہ خدا اپنا فیصلہ لے آئے۔

ایمان کے بعد بھی اگر نشہ محبت کی سرشاری نہیں ملی تو وہ بھی جادہ حق
سے دوری ہے چنانچہ جو لوگ کہ راہ حق سے بھٹکنا چاہتے تھے اُن کو پکار کر

سُنا دیا گیا،

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يُّرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يٰۤاَتِيَ
اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّجِبُّهُمْ وَيُجِبُوْنَہٗ۔

مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین اسلام
سے پھر جائیگا تو خدا کو اُس کی کچھ پرواہ نہیں وہ
ایسے لوگوں کو لا کھڑا کریگا جن کو وہ پیار
کرے گا اور وہ اُس کو پیار کریں گے۔ (مائدہ)

آثار و علامت

حضرت مسیح نے کہا ”درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے“ ہر معنوی اور روحانی حقیقت ظاہری آثار اور جسمانی علامات سے پہچانی جاتی ہے، تم کو نیک کی محبت کا دعویٰ ہے، مگر نہ تمہارے دل میں اُس کے دیدار کی تڑپ ہے نہ تمہارے سینہ میں صدمہ فراق کی جلن، اور نہ آنکھوں میں ہجر و جدائی کے آنسو ہیں، تو کون تمہارے دعوے کی تصدیق کرے گا، اسی طرح خدا کی محبت اور پیار کے دعویدار تو بہتیرے ہو سکتے ہیں مگر اس غیر محسوس کیفیت کی ماویٰ نشانیاں اور ظاہری علامتیں اُس کے احکام کی پیروی اور اُس کے رسول کی اطاعت ہی، خدا کے رسول کو اس اعلان کا حکم ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي | اگر تم کو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو
يُحِبِّكُمْ اللَّهُ | (آل عمران) کہ خدا بھی تم کو پیار کرے گا۔

طبقات انسانی میں متعدد ایسے گروہ ہیں جن کو خدا کی محبت اور پیار کی دولت ملی ہے،

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ | (مائدہ) خدا نیک کرنے والوں کو پیار کرتا ہے،
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ | (بقرہ) خدا توبہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے،
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ | (آل عمران) خدا توکل کرنے والوں کو پیار کرتا ہے،

خدا منصف مزاجوں کو پیار کرتا ہے۔

خدا پرہیزگاروں کو پیار کرتا ہے۔

خدا ان کو پیار کرتا ہے جو اس کے راستہ میں لڑتے ہیں۔

اور خدا صبر کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

اور خدا پاک صاف لوگوں کو پیار کرتا ہے،

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ، (مائدہ)

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ، (توبہ)

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ

فِي سَبِيلِهِ، (صفت)

وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ، (آل عمران)

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّحِشِينَ، (توبہ)

دامی مسرت

دنیا کے عیش و مسرت، باغ و بہار، شادی و خوشی میں اگر کوئی خیال کاٹتا سا چہتا ہے، اور ہمیشہ انسان کے عیش و سرور کو مکرہ و منغص بنا کر بے فکری کی بہشت کو، فکر و غم کی جہنم بنا دیتا ہے تو وہ ماضی اور حال کی ناکامیوں کی یاد اور مستقبل کی بے اطمینانی ہے، پہلے کا نام حزن و غم ہے اور دوسرے کا نام خوف و دہشت ہے، غرض غم اور خوف ہی دو کائنات ہیں، جو انسانیت کے پہلو میں ہمیشہ چھتے رہے ہیں لیکن جو محبوب حقیقت کو طلبگار اور اس کے والد و شہید ہیں، اُن کو بشارت ہے کہ اون کا چمنستان عیش اس خارزار سے پاک ہوگا۔

اَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ هَاں! خدا کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (یونس) اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

محبت کو جو جذبہ بڑے کو چھوٹے کے ساتھ احسان، نیکی، درگزر اور غفور بخشش پر آمادہ کرتا ہے اس کا نام ”رحم“ اور ”رحمت“ ہے، اسلام کا خدا نام تر رحم ہے، اس کی رحمت کے فیض سے عرصہ کائنات کا ذرہ ذرہ سیراب ہے، اس کا نام رحمان و رحیم ہے، جو کچھ یہاں ہے سب اس کی رحمت کا ظور ہے، وہ نہ ہو تو کچھ نہ ہو، اسی لئے اس کی رحمت سے نا اُمیدی جرم اور مایوسی گناہ ہے، مجرم سے مجرم اور گنہگار سے گنہگار کو وہ نوازنے کے لئے ہمہ وقت آمادہ و تیار ہے، گنہگاروں اور مجرموں کو وہ ”میرے بندے“ کہہ کر تسلی کا یہ پیام بھیجتا ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (زمر) اور رحم کھانے والا ہے۔

فرشتے حضرت حضرت ابراہیم کو بشارت سناتے ہیں تو کہتے ہیں، وَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَارِظِينَ انا اُمیدوں میں سے نہ ہو،

خیل اللہ اس رمز سے نا آشنا نہ تھے، کہ مرتبہ غلت محبت سے مافوق

ہے، جواب دیا:

وَمَنْ يَقْنِطْ عَنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الْقَوْمُ
الضَّالُّونَ (حجر) | کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا۔

خدا کے بندوں کی جانب سے کوئی پابندی عائد نہیں، مگر اُس نے
خود اپنی رحمت کے اقتضا سے اپنے اوپر کچھ چیزیں فرض کر لی ہیں، منجملہ انکے
ایک رحمت ہے، خدا مجرموں کو سزا دے سکتا ہے وہ گنہگاروں پر عذاب
بھیج سکتا ہے، وہ سیہ کاروں کو ان کی گستاخیوں کا مزہ چکھا سکتا ہے،
وہ غالب ہے، وہ قاہر ہے، وہ جبار ہے، وہ منتقم ہے، لیکن ان سب کے
ساتھ وہ غفار و غفور ہے، رحمان و رحیم ہے، رؤف و عفو ہے، اور
سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اُس نے اپنے اوپر رحمت کی پابندی خود بخود
عاید کر لی ہے، اور اپنے اوپر اُس کو فرض گردان لیا ہے۔

كُتِبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ، | اللہ نے از خود اپنے اوپر مہربانی کرنے کو
(انعام) | لازم کر لیا ہے۔

قاصدِ خاص کو حکم ہوتا ہے کہ ہمارے گنہگار بندوں کو ہماری طرف
سے سلام پہنچاؤ اور تسلی کا یہ پیام دو کہ اس کا باب رحمت ہر وقت کھلا ہے:

وَاِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ | لے پیغمبر! جب تیرے پاس وہ آئیں جو میری
 يَا يٰٓاَيُّهَا قُلُّ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ | آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو ان کو کہہ کہ تم پر
 رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ اِنَّهُ | سلامتی ہوا، تمہارے پروردگار نے اپنے
 مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ | اوپر از خود اپنے بندوں پر مہربان ہونا لازم
 ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهَا وَاَصْلَحَ | کر لیا ہے، کہ جو کوئی تم میں سے براہ نادانی
 فَاتَّهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ | برائی کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور
 (انعام)

نیک بنے تو بیشک وہ بخشنے والا اور رحم
 کرنے والا ہے۔

قرآن کی تعلیم کے مطابق اس وسیع عرصہ کائنات کا کوئی ذرہ اس سایہ
 رحمت سے محروم نہیں،
 وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف) | اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔
 عفو عام کی بشارت

بخاری و ترمذی وغیرہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب
 اس عالم کو پیدا کیا تو اس نے اپنے دست خاص سے اپنے اوپر رحمت کی
 پابندی عائد کر لی، جامع ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ”اگر
 مومن کو یہ معلوم ہو کہ خدا کے پاس کتنا عقاب ہے تو وہ جنت کی طمع نہ کرے

اور اگر کافر کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کی رحمت کس قدر بے حساب ہے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہوتا، یہ اسلام کے تخیل کی صحیح تعبیر ہے، بارگاہِ احدیت کا آخری قاصد اپنے دربار کی جانب سے گنہگاروں کو بشارت سناتا ہے کہ ”اے آدم کے بیٹو! جب تک تم مجھے پکارتے رہو گے اور مجھے آس لگائے رہو گے میں تمہیں بخشا رہوں گا، خواہ تم میں کتنے ہی عیب ہوں، مجھے پروا نہیں، اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے گناہ آسمان کے بادلوں تک بھی پہنچ جائیں، اور پھر تم مجھے معافی چاہو تو میں معاف کردوں خواہ تم میں کچھ ہی عیب ہوں مجھے پروا نہیں، اے آدم کے بیٹو! اگر پوری سطح زمین بھی تمہارے گناہوں سے بھری ہو، پھر تم ہمارے پاس آؤ، اور میرا کیکو شریک نہ بناتے ہو، تو میں بھی تمہارے پاس پوری زمین بھر مغفرت لیکر تمہارے پاس آؤں، کیا انسانوں کے کانوں نے اس رحمت، اس محبت اس عفو عام کی بشارت کسی اور قاصد کی زبان سے بھی سنی ہے؟

حضرت ابو ایوب صحابی کی وفات کا وقت جب قریب آیا، تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا اور مخلوق پیدا کرنا جو گناہ کرتی کہ وہ اس کو بخشا، یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے رحم و کرم کے اظہار کے لئے گنہگاروں کی تلاش ہے کہ انکو کافروں کو

تو سب ڈھونڈتے ہیں، مگر گنہگاروں کو صرف وہی ڈھونڈتا ہے۔

دنیا میں انسانوں کے درمیان جو رحم و کرم اور مہر و محبت کے عناصر پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر دوستوں، عزیزوں، قرابت داروں، اولادوں میں میل ملاپ اور رسم و محبت ہے، اور جس کی بنا پر دنیا میں عشق و محبت کے یہ مناظر نظر آتے ہیں، تم کو معلوم ہے کہ یہ اوس شاہد حقیقی کے سرمایہ محبت کا کتنا حصہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے، ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوقات کو عطا کیا، جس کے اثر سے وہ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں، باقی تنانوے حصے خدا کے پاس ہیں، اس لطف و کرم، اور مہر و محبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں، اور کس نے گنہگار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلی دی ہے؟ صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص شراب خواری کے جرم میں بار بار گرفتار ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش ہوا، صحابہ نے تنگ آکر کہا، ”خداوند! تو اپنی لعنت اس پر نازل کر کہ یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے“ رحمۃ للعالمین کو صحابہ کی یہ بات ناپسند آئی، فرمایا ”اس پر لعنت نہ کرو کہ اس کو خدا اور رسول سے محبت ہی“ تم نے دیکھا کہ اسلام نے گنہگاروں کے لئے بھی خدا کی محبت کا دروازہ

کھول رکھا ہے۔

رحمۃ للعالمین

ابن ماجہ میں ہے کہ مدینہ میں ایک غریب مسلمان نے وفات پائی، اس کا غم کس نے کیا ہوگا؟ ہاں اس دل نے جو دنیا کا غم خوار بنکر آیا تھا، اُس کے فراق ظاہری سے چہرہ مبارک پر اندوہ و ملال کے آثار تھے، صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم! آپ کو اس مرنے والے کی موت کا غم ہے، فرمایا، ”ہاں کہ اُس کو خدا اور رسول سے محبت تھی،“ اس غریب میں اس محبت کا اثر یہ تھا کہ وہ ہمیشہ زور زور سے قرآن پڑھا کرتا تھا، غریبوں کے دل خدا کی محبت کے خزانے ہیں، صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک صاحب کو کسی جماعت کا افسر بنا کر بھیجا تھا، وہ جب نماز پڑھاتے تھے، تو ہر نماز میں ہر سورۃ کے آخر میں قل ھو اللہ ضرور پڑھتے تھے، جب سفر سے یہ جماعت لوٹ کر آئی تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر، اس نے یہ واقعہ عرض کیا، فرمایا ”اُن سے پوچھو کہ اب وہ ایسا کیوں کرتے ہیں،“ لوگوں نے پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا، کہ یہ میں اسلئے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت بیان ہے، تو مجھ کو اس کے پڑھنے سے محبت ہے،“ فرمایا ”ان کو بشارت دو کہ وہ رحم والا خدا بھی ان سے

۴۰
محبت کرتا ہے۔“ یہ بشارت اسلام کے سوا کسی اور نے بھی سُنائی ہے؟

المروع من احب

صحیح بخاری اور مسلم میں متعدد طریقوں سے حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے، خدمت والا میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ ”وہ رسول اللہ! قیامت کب آئیگی؟“ فرمایا ”تم نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے؟“ ”نا دم ہو کر شکستہ دلی سے عرض کی“ کہ یا رسول اللہ! میرے پاس نہ تو نمازوں کا، نہ روزوں کا، اور نہ صدقات و خیرات کا بڑا ذخیرہ ہے، جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسول کی محبت کا ہے اور بس!“ فرمایا ”تو انسان جس سے محبت کر گیا، وہ اُسی کے ساتھ رہیگا“ صحابہ نے اس بشارت کو سُن کر اُس دن بڑی خوشی منائی، کہ صرف خدا اور رسول کی محبت تمام نیکیوں کا بدل اور معاوضہ ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ”جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو فرشتہ خاص جبریل سے اس کا تذکرہ کرتا ہے، کہ میں فلان بندہ کو پیار کرتا ہوں، تو جبریل بھی اُس کو پیار کرتے ہیں، اور آسمان میں پکار دیتے ہیں، کہ خدا اس بندہ کو پیار کرتا ہے، تم بھی پیار کرو، تو آسمان والے بھی اُس کو پیار کرتے ہیں، اور پھر زمین میں اُس کو ہر دلعزیزی اور حُسن قبول

حاصل ہوتا ہے، دیکھو کہ اسلام کا خدا اپنے بندوں سے کس اعلان اور اشتہار کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

عطاۓ عمومی

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میرا بندہ اپنی طاعتوں سے میری قربت کو اس قدر ڈھونڈ رہا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، یہ دولت، یہ نعمت، یہ سعادت، اسلام کے دروازہ سو کہیں اور سے بھی مٹی ہے؟“

امام نزار نے مسند میں حضرت ابو سعید سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں، لیکن قیامت میں ان کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن کو خدا پیار کرتا ہے، وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں“۔
یہ قابل رشک رتبہ اسلام کے سوا اور کون عطا کرتا ہے؟

ترمذی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا
 لوگو! ”خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے، اور خدا کی
 محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے سبب میرے اہل
 بیت سے محبت کرو“ یہ عشق و محبت کی دعوت محبوب ازل کے سوا اور
 کون دیکھتا ہے؟

محبت الہی کی طلب

جو کچھ اسلام کی تعلیم تھی، وہ پیغمبر اسلام کی عملی زندگی تھی،
 عام مسلمانوں میں پیغمبر اسلام کا لقب ”حبیب خدا“ ہے، دیکھو کہ حبیب
 و محبوب میں، خلقت اور محبت کے کیا کیا ناز و نیاز ہیں، آپ خشوع و خضوع
 کی دعاؤں میں، اور خلوت کی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈتے اور کیا مانگتے
 تھے، کیا چاہتے اور کیا سوال کرتے تھے؟ امام احمد اور بزار نے مسندوں
 میں، ترمذی نے جامع میں، حاکم نے مستدرک میں، اور طبرانی نے معجم میں
 متعدد صحابیوں سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں محبت الہی
 کی دولت مانگا کرتے تھے، انسان کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب
 اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان ہے، لیکن محبوب خدا کی نگاہ میں حق چیزیں
 بھیج تھیں، دعا فرماتے تھے، خداوند!

اسئل حبك وحب من يحبك | میں تیری محبت مانگتا ہوں، اور جو تجھ سے
 وحب عملٍ يقرب الی حبك، | محبت کرتا ہے اس کی محبت، اور اس کام
 (احمد، ترمذی، حاکم) | کی محبت جو تیری محبت سے قریب کر دے،

اللہم اجعل حبك احب الی من | الہی تو اپنی محبت کو جان سے اہل و عیال
 نفسی و اہلی و من الماء البارد، | سے، اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری
 (ترمذی، حاکم) | نظر میں محبوب بنا،

عرب میں ٹھنڈا پانی، دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں سے زیادہ گراں
 اور قیمتی ہے، لیکن حضور کی پیاس اس مادی پانی کی خشکی سے نہیں سیر
 ہوتی تھی، وہ صرف محبت الہی ہی کا زلال خالص تھا جو اس خشکی کو تسکین
 دے لیتا تھا، عام انسان، روٹی سے جیتے ہیں، مگر ایک عاشق الہی (مسیح)
 کا قول ہے کہ ”انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا“ پھر وہ کون روٹی ہے
 جس کو کھا کر انسان پھر کبھی بھوکا نہیں ہوتا، حضور دعا فرماتے ہیں،

اللہم اسر زقنی حبك وحب من | خداوند! تو مجھے اپنی محبت اور اس کی محبت
 یتفعنی فی حبك (ترمذی) | جو تیری محبت کی راہ میں نافع ہے مجھے روزی کر،

عام ایمان، خدا اور رسول پر یقین کرنا ہے، مگر جانتے ہو کہ اس راہ کی
 آخری منزل کیا ہے؟ صحیحین میں ہے :

من كان الله ورسوله احب | یہ کہ خدا اور رسول کی محبت کے آگے تمام
الیہ مما سواه، | ماسوا کی محبتیں ہیچ ہو جائیں۔

بعض مذاہب کو اپنی اس تعلیم پر ناز ہے کہ وہ انسانوں کو یہ سکھاتے ہیں،
کہ وہ اپنے خدا کو ماں، باپ سمجھیں اور اس سے اسی طرح محبت کریں، جس طرح
اپنے والدین سے کرتے ہیں، اور چونکہ اسلام نے اس طریقہ تعبیر کو اس
بنا پر کہ وہ شرک کا راستہ ہے ممنوع قرار دیا ہے، اسلئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ
اسلام محبت الہی کے مقدس جذبات سے محروم ہے، لیکن جیسا کہ پہلے
گزر چکا ہے کہ یہ نہیں، بلکہ اسلام کی بلندی نظر اور محبت کا علوی معیار
ان مذاہب کے پیش کردہ نظر و معیار کو پست تر اور فرد تر سمجھتا ہے، قرآن
مجید کی یہ آیت پاک بھی اس دعوے کے ثبوت میں پیش کی جا چکی ہے،
وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَيْفَ كَرَّمَكُمْ اٰتٰىكُمْ كُفْرًا | تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپ
کو یاد کرتے ہو، بلکہ اس سے بہت زیادہ۔

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا،

خدا کی رحمت

احادیث سے ہمارا یہ دعویٰ اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے، لڑائی
کا میدان ہے، دشمنوں میں بھاگ دوڑ مچی ہے جس کو جہاں امن کا گوشہ
نظر آتا ہے، اپنی جان بچا رہا ہے، بھائی بھائی سے، ماں بچہ سے، بچہ ماں

سے الگ ہے، اسی حال میں ایک عورت آتی ہے، اس میدانِ حشر میں اسکا بچہ گم ہو گیا ہے، محبت کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ جو بچہ بھی اوس کو سامنے نظر آ جاتا ہے، بچہ کے جوشِ محبت میں اس کو چھاتی سے لگا لیتی ہے، اور اس کو دودھ پلا دیتی ہے، رحمۃ اللعالمین کی نظر پڑتی ہے، صحابہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں ”کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ سے دہتی آگ میں ڈال دے؟“ لوگوں نے عرض کی، ”ہرگز نہیں“، فرمایا تو جتنی محبت ماں کو اپنے بچہ سے ہے، خدا کو اپنے بندوں سے اس سے بہت زیادہ محبت ہے، (صحیح بخاری، باب رحمۃ الولد)۔

ایک دفعہ ایک غزوہ سے آپ واپس تشریف لائے ہیں، ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لیکر سامنے آتی ہے، اور عرض کرتی ہے، ”یا رسول اللہ! ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے، کیا خدا کو اپنے بندوں سے اوس سے زیادہ نہیں ہے؟“ فرمایا ”ہاں“،! بیشک اس سے زیادہ ہے، بولی ”تو کوئی ماں تو اپنی اولاد کو خود آگ میں ڈالنا گوارا نہ کریگی“ یہ سن کر فرطِ اثر سے آپ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سراوٹھا کر فرمایا ”خدا صرف اُس بندہ کو عذاب دیتا ہے، جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے“ (سنن نسائی، باب ما یرجی من الرحمۃ)

آپ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں، ایک صحابی چادر میں ایک پرند کو مع اس کے بچوں کے باندھ کر لاتے ہیں، اور واقعہ عرض کرتے ہیں، کہ ”یا رسول اللہ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اٹھا کر کپڑے میں لپیٹ لیا ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈ لانے لگی، میں نے ذرا سا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً آکر میرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی“ ارشاد ہوا ”کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے، قسم ہے، اس ذات کی جس نے مخلوق کے ساتھ مبعوث کیا، جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے، خدا کو اپنے بچوں کے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے“ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب رحمۃ اللہ)

حسنِ خاتمہ

ربانی خیمانہ عشق کا آخری ہوشمند سرشار، ریاضِ محبت کی بہارِ جاوداں کا آخری نغمہ خوانِ عندلیب، نظارہٴ جمالِ حقیقت کا پہلا مشتاق، مستورِ ازل کے چہرہ زیر نقاب کا پہلا بند کشا، زندگی کے آخری گھنٹوں میں ہی، مرض کی شدت ہے، بدنِ بخار سے جل رہا ہے، اٹھ کر چل نہیں سکتا، لیکن یک بیک وہ اپنے میں ایک اعلانِ خاص کی طاقت پاتا ہی، مسجدِ نبوی میں جاں نثار حاضر ہوتے ہیں، سب کی نظریں حضور کی طرف لگی

ہیں، نبوت کے آخری پیغام سننے کی آرزو ہے، دفعۃً لب مبارک وا ہوتے ہیں، تو یہ آواز آتی ہے، ”لوگو! میں خدا کے سامنے اس بات کی برأت کرتا ہوں کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست ہے، میرا پیارا صرف ایک ہی ہے، وہی جس نے ابراہیم کو اپنا پیارا بنایا،“ یہ تو وفات سے پہلے کا اعلان تھا، عین حالت نزع میں زبان مبارک پر یہ کلمہ تھا، ”خداوند! بہترین رفیق،“ (صحیح بخاری وفات)

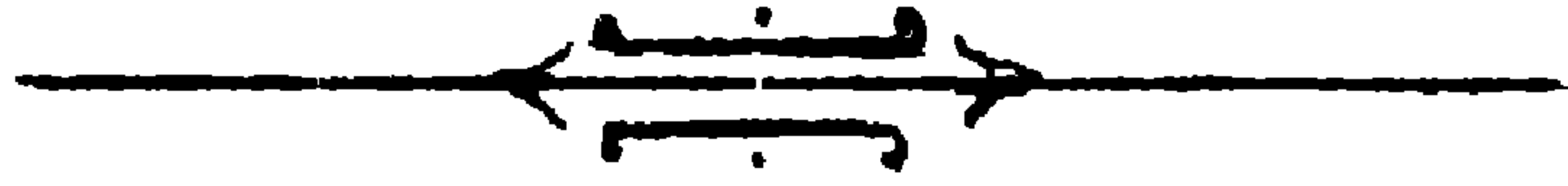
یہ سچ ہے، کہ اسلام رحمت الہی کے ساتھ غضب الہی کا بھی معتقد ہے مگر جانتے ہو کہ اسلام کے عقیدہ میں اوس کی رحمت و غضب کا باہمی توازن کیا ہے، خدا فرماتا ہے،

رحمتی سبقت غضبی (بخاری) | میرے غضب سے میری رحمت آگے بڑھ گئی ہے۔

صلائے عام

اے ربانی عشق و محبت کے طلبکارو! اگر واقعی تمہارے دل فانی محبت سے ہٹ کر کسی باقی کی محبت کے خواہشمند ہیں، اگر درحقیقت ہمیں ازلی وابدی محبوب کی تلاش ہے، اگر دراصل تمہارا جسم نہیں، بلکہ تمہاری روح کسی کی محبت کی سرشاری کے لئے بیاب

ہے، تو اُو کہ یہ دولت صرف اسلام کے آستانہ پر مبنی ہے، اور اسی
کے خزانہ سے ملتی ہے!۔



احمد براہِ دران، ناشران و تاجرانِ کتب، علیگرہ

الفاروق۔ حضرت عمرؓ کی مکمل و مبسوط سوانح آپ کے زمانہ کی مفصل تاریخ و تبصرہ

قیمت مجلد سے روپے ۸

الممامون۔ عہد حکومت خلیفہ مامون الرشید کے مفصل حالات قیمت فی جلد ۸ روپے
الغزالی۔ امام محمد غزالیؒ کی مکمل لائف آپ کی تصانیف پر مبسوط تبصرہ فی جلد ۸ روپے
سیرۃ النعمان۔ امام ابو حنیفہؒ کی کامل سوانح آپ کے اجتہادات و مسائل دینیہ قیمت فی جلد
کلمات شبلی فارسی۔ نہایت حسین ایڈیشن لائسنس علی سیفد اور چکے کاغذ قیمت ۸ روپے

مجموع کلام شبلی اردو

۱۲

رسائل شبلی۔ مرحوم کے چیدہ اور اعلیٰ ترین علمی و مضامین کا قابل قدر مجموعہ قیمت ۸ روپے
شعر الخبیم۔ فارسی شاعری کی مکمل تاریخ۔ ہر ہر دور کی تبدیلیاں۔ تمام شعرائے
فارسی کے کلام آپر محققانہ و مبسوط تبصرہ اور ہر ایک کے کلام کا بہترین نمونہ۔

حصہ اول سے ۸ حصہ دوم ۸ حصہ سوم ۸ حصہ چہارم سے ۸ حصہ پنجم ۸
اسوہ صحابہ۔ صحابہ کرام کے عقائد اعمال و معاشرت و اخلاق کی صحیح تصویر قرون اولیٰ
کے اسلام و اہل اسلام کا عملی خاکہ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے یقیناً ناگزیر کہا جاسکتا ہے
حصہ اول سے ۸ حصہ دوم للہ و لاتی عمدہ و اعلیٰ کاغذ۔ از مولانا عبدالسلام ندوی
سیر الصحابیات۔ جس طرح اسوہ صحابہ مسلمان مردوں کے واسطے صحیح شاہرہ
پر تمام زن ہونے کے واسطے مکمل وسیلہ ہے اسی طرح یہ مہر کی صحیفہ بھی مسلمان خاتونوں
کے واسطے اعلیٰ ترین تحفہ ہے۔ از واج مطہرات بنات طاہرات اور تمام صحابیات کی مکمل
سوانحمریاں اُن کی زندگی کے قابل عمل نمونے اور عملی اخلاقی کارنامے۔ اعلیٰ کاغذ و لاتی
سیفد و چکنا۔ از مولوی سیف ندوی قیمت ۸ روپے

بٹنے کا پتہ۔ احمد برادران تاجران کتب علیگرہ

خواجہ عبدالحی صاحب پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگرہ

الفتقران فی معارف القرآن

قرآن حکیم کی عظیم النظیر بطرز جدید، نہایت دلکش اور معنی خیز تفسیر اردو میں اس سے بہتر کوئی تفسیر موجود نہیں۔ مولانا جن مضامین کو موجودہ حالات کے اعتبار سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں پہلے وہی مضامین آپ رقم فرمائیے ہیں اب تک صرف حسبِ بل حصص چھپ چکے ہیں

حصہ اول الخلفاء الکبریٰ - سورہ بقرہ کی مکمل و تفصیل تفسیر ہدیہ فی جلد للہ، مجلد ص ۱

حصہ چارم الصراط المستقیم - سورہ انفال توبہ کی مکمل بسوط تفسیر ولایتی عمدہ و سفید کاغذ ملنا جس کے ابتدائیں فلسفہ جماد اکیرا یک بصیرت افروز مقدمہ بھی ہی حجم ۲۴۰ صفحات ہدیہ مجلد عا

بصائر حضرت موسیٰ اور فرعون کے واقعات زمانہ حاضرہ سے تطبیق نہایت خوب و رائق مطالعہ کتاب ہی۔ پنا ایڈیشن ختم ہو گیا طبع ثانی میں بہت سے جدید مضامین کا اضافہ کیا گیا ہی ۶

حافظ محمد اسلم صاحب جبرجیوی پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگرہ

تاریخ الامت آجکل سے بہتر باقاعدہ سلیس عام فہم اردو میں امت اسلامیہ کی تاریخ موجود نہ تھی مولانا کا یہ کارنامہ ملک قوم کے واسطے یقیناً مایہ ناز و فخر ہے جس سے ایک بہت بڑی کمی کی تلافی ہو گئی ہے ہر مسلمان کے پاس اس کا ایک نسخہ رہنا نہایت ضروری ہے۔

حصہ اول سیرۃ الرسول - نبی کریم صلعم کی نہایت دلاویز و دلکش سوانح قبل بعثت سے وفات تک کے مکمل حالات۔ مو مقدمہ تاریخ عرب وغیرہ کاغذ اعلیٰ سفید حجم ۱۸۰ صفحات فجلد عا

حصہ دوم خلافت راشدہ - خلفائے راشدین کے مکمل حالات ان کے زمانہ کی واقعات اور ان پر تبصرہ عا

حصہ سوم بی امیہ - خلفائے بی امیہ کے حالات میں قیمت فجلد عا

حصہ چارم خلافت عباسیہ - خلفائے بی عباس کے حالات میں قیمت فجلد عا

ابتداء نزول سے آج تک کے تاریخی حالات۔ معلومات اور لطیف

تاریخ القرآن مباحث حجم ۱۲۶ صفحات قیمت فی جلد عا، مجلد عا

ملنے کا پتہ - احمد برادران تاج حسن کتب علیگرہ

صرف ٹائٹل باہتمام منشی عبدالسلام درمطبع فیض عام طبع شد

مصنف کی دیگر تصانیف

رسالہ اہل سنت ابجاعت۔ موضوع نامہ سے ظاہر ہے۔ تمام اصولی عقائد کی تحقیق قیمت ۸۰
حیات مالک۔ امام مالکؒ کی مکمل سوانح اور موطن مالک کے بسوٹے بصر کا تذکرہ لایا ہے مفید حکماء
بہا ورنہ خواتین اسلام۔ امت اسلامیہ کی جانب ازخاتونوں کے اخلاقی قومی اور ملکی کارنامے
اور سبق آموز تاریخی اور محقق واقعات قیمت ۴۰

دروس الادب۔ عربی سیکھنے کے واسطے اس سے بہتر اور آسان تر اور سہل ترین کوئی کتاب
نہیں نکلی جس کے مطالعہ سے عربی کی استعداد بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر دو حصوں کی قیمت
علامہ شمس علی مرحوم کی شہرہ آفاق تصانیف

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کتاب کی جو قبول عام و خاص حاصل ہوا محتاج بیان نہیں کہ اس قلیل
عرصہ میں باوجود کافی طباعت کے دوسرے ایڈیشن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مرحوم کی زندگی
کا یہ آخری کارنامہ ہے جو مسلمانوں کے واسطے مستقلاً ایک قابل ناز و فخر چیز ہے۔ مولانا کا علمی تبحر و
تایخ دانی مسلمہ ہے۔ اس مہر کی صفحہ کی تیاری میں جو احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے اس کا اندازہ
اس سے ہو گا کہ مرحوم نے اس کا ایک لفظ بھی بلا وضو نہیں لکھا

حصہ اول مجلد اول۔ از ولادت تا ختم سلسلہ غزوات مع مقدمہ مشتمل بر نقد فن سیرۃ
تایخ عرب قبل ظہور بعثت طبع دوم ہدیہ فی جلد للہ

حصہ اول۔ مجلد دوم۔ از سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جس میں اقامت امن، تائیس خلافت،
اشاعت اسلام، انتظامات مذہبی، تکمیل شریعت، حجۃ الوداع، شمائل اخلاق و عادات
کی تفصیل اور ازواج مطہرات و اولاد امجاد کا تذکرہ ہے۔ طبع دوم ہدیہ فی جلد

صلنے کا پتہ۔ احمد برادران، تاجران کتب علی گڑھ